عہد رسالت میں غیر مسلموں کی خدمات سے استفادہ: تاریخی جائزہ

Utilization of Non-Muslims' Services During the Prophetic Era: A Historical Analysis

Abdul Rahim Asad
PhD Scholar, Department of Islamic Thought,
History and Culture, Allama Iqbal Open University, Islamabad
Dr Muhammad Riaz Mahmood
Associate Professor, Department of Islamic Thought,
History and Culture, Allama Iqbal Open University, Islamabad

Abstract

This study explores the historical reality that the Holy Prophet Muhammad ﷺ did not restrict cooperation to Muslims alone but, whenever needed, benefitted from the knowledge, expertise and support of non-Muslims in various fields of life. Eleven personalities have been examined in this research, reflecting different stages of the Holy Prophet's ﷺ mission. Before the Hijrah, individuals such as Waraqah ibn Nawfal, the Negus of Abyssinia, Abu Talib, Hisham ibn ʿAmr, Zuhayr ibn Umayyah, Abu al-Bukhturi, and Mutʿim ibn ʿAdi provided intellectual, political and social support to the Holy Prophet ﷺ and his followers. During and after the Hijrah, figures such as ʿAbdullah ibn Uraiqit, who acted as a guide, the captives of Badr who taught literacy, and al-Harith ibn Kaladah, a renowned physician, played key roles. Additionally, the tribe of Khuzaʿah including both Muslims and polytheists proved to be reliable allies and informants in matters of strategy and security.The findings reveal that the Holy Prophet ﷺ valued qualities such as trustworthiness, honesty, skill and professional competence above religious affiliation when engaging with others. His approach underscores the universality and inclusivity of Islam and offers a timeless model for constructive interaction with people of different faiths. The practical examples drawn from the Prophetic era demonstrate that cooperation in fields such as knowledge, medicine, diplomacy, security and social justice is both permissible and praiseworthy, so long as it advances the collective welfare of the Muslim community and adheres consistently to Islamic values.

Keywords: Contributions, Early Islamic Collaboration, Holy Prophet, Interfaith Cooperation, Muslim community, Non-Muslim ,Prophetic Diplomacy

ا۔ موضوع تحقیق کا تعارف، اہمیت اور پس منظر

اسلامی تاریخ اپنے اندر ایسے متعدد اسباق اور واقعات سمیٹے ہوئے ہے جو نہ صرف اہل اسلام کی رہنمائی کرتے ہیں بلکہ اسلام کی وسعت اور ہمہ گیریت کو بھی اجاگر کرتے ہیں۔ عہد نبوی ﷺ کا دور انسانی تہذیب و معاشرت کے لیے سب سے اعلی نمونہ ہے۔ اس دور میں نبی اکرم ﷺ نے جہاں اپنے متبعین کی دینی، اخلاقی اور سماجی تربیت کی، وہیں غیر مسلموں کے ساتھ تعلقات میں ایسا مثالی رویہ اختیار کیا جس سے اسلامی ریاست و معاشرت کی وسعت اور کشادہ دلی واضح ہوتی ہے۔ انہی پہلوؤں میں سے ایک پہلو یہ بھی ہے کہ آپ علیہ السلام نے غیر مسلموں کی خدمات سے بوقت ضرورت استفادہ فرمایا۔ یہ استفادہ کسی مذہبی یا اعتقادی وابستگی کے پیش نظر نہیں تھا بلکہ اس کا اصل مقصد انسانی علوم، فنون اور مہارتوں کو ان کی اصل شکل میں قبول کرنا اور ان سے فائدہ اٹھانا تھا۔ آپ علیہ السلام کی حکمت عملی اس بات کی دلیل ہے کہ اسلام غیر مسلموں کو مکمل طور پر رد نہیں کرتا بلکہ ان کی استعداد و مہارت اور صلاحیتوں کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔

زیر نظر موضوع تحقیق اسی حقیقت کے تجزیہ پر مبنی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی حیات طیبہ کے مختلف ادوار میں غیر مسلموں کی مہارتوں، صلاحیتوں، علم اور تجربے سے استفادہ فرمایا اور ان کی تحسین فرمائی۔ یہ استفادہ کبھی طب کے میدان میں نظر آتا ہے، جس طرح کہ حارث بن کلدہ جیسے ماہر طبیب سے علاج کے مواقع ملتے ہیں۔ کبھی یہ استفادہ جنگی حکمت عملی یا تجارتی امور میں جھلکتا ہے، جیسے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کے موقع پر غیر مسلم گائیڈ (عبد اللہ بن اُریقط) کو راستہ دکھانے کی خدمت پر مامور کیا گیا۔ غزوہ بدر کے موقع پر قیدیوں سے کتابت سکھانے کا معاہدہ بھی اسی حقیقت کی عکاسی کرتا ہے کہ غیر مسلموں سے علمی اور فنی خدمات حاصل کرنے میں کوئی حرج نہیں، بلکہ یہ انسانی معاشرت کی ناگزیر ضرورت ہے۔

اس موضوع کی مزید وضاحت کے لیے ہم اسے دو اہم حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں: ایک حصہ ہجرت سے قبل کے واقعات پر مشتمل ہو گا اور دوسرا حصہ بعد از ہجرت کے واقعات پر مشتمل ہو گا۔ مکہ مکرمہ میں رسول اللہ ﷺ کی زندگی کے ابتدائی ایام میں غیر مسلموں کی خدمات کا دائرہ نسبتاً محدود تھا۔ اس دور میں مسلمان اقلیت میں تھے اور سیاسی یا عسکری قوت کے مالک نہ تھے۔ تاہم روزمرہ کے بعض سماجی و معاشرتی معاملات میں غیر مسلموں سے تعلقات رکھے گئے اور ان کی خدمات سے استفادہ کیا گیا۔ ہجرتِ حبشہ کے موقع پر غیر مسلم بادشاہ نجاشی کی امان لینا بھی اسی سلسلہ کی کڑی ہے۔ اسی طرح بعض معاہدات اور علاقائی تعلقات میں بھی یہ رویہ نظر آتا ہے۔ مدینہ منورہ کی اسلامی ریاست کے وجود پذیر ہونے کے بعد غیر مسلموں کی خدمات اور صلاحیتوں سے

استفادہ زیادہ منظم و مرتب اور واضح طور پر سامنے آیا۔ یہاں غیر مسلم نہ صرف رعایا کے طور پر بلکہ بعض مواقع پر ریاستی اور معاشرتی سطح پر شریک کے طور پر بھی نظر آتے ہیں۔ طب کے میدان میں غیر مسلم اطباء سے رجوع کیا گیا، سفارتکاری میں مشرک قبائل کو رازدار مشیر کے طور پر رکھا گیا، اور جنگی قیدیوں کے فن سے استفادہ کیا گیا حتیٰ کہ بعض اوقات غیر مسلم افراد کو خفیہ مہمات اور جاسوسی کے لیے بھی استعمال کیا گیا۔

اس تحقیق میں بنیادی طور پر تاریخی منہج اختیار کیا گیا ہے، جس کے تحت دور نبوت ﷺ کے مختلف ادوار میں پیش آنے والے واقعات و روایات کو ان کے تاریخی تناظر میں پیش کیا گیا ہے۔ اس منہج میں کتب سیرت، تاریخ اور حدیث کو بنیاد بنایا گیا ہے اور ان سے براہِ راست استفادہ کیا گیا ہے۔ تاریخی منہج کی یہ خصوصیت ہے کہ یہ کسی بھی واقعے کو اس کے زمانی و مکانی پس منظر میں رکھ کر اس کے اسباب، نتائج اور اثرات کو سامنے لاتا ہے، لہٰذا اس تحقیق میں غیر مسلموں کی خدمات سے استفادے کے مختلف مظاہر کو زمانی ترتیب کے ساتھ بیان کیا گیا ہے تاکہ قاری کو نہ صرف واقعات کا تسلسل ملے بلکہ ان کے پسِ پردہ حکمت و اصول بھی واضح ہو سکیں۔

۲۔ عہد رسالت میں غیر مسلموں کی خدمات سے استفادہ

عہدِ رسالت مآب ﷺ کی تاریخ اپنے اندر ایسے پہلو بھی سمیٹے ہوئے ہے جو اسلام کی ہمہ گیریت اور وسعتِ نظر کو واضح کرتے ہیں۔ انہی پہلوؤں میں سے ایک یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غیر مسلموں کی صلاحیتوں، علم، تجربے اور قبائلی اثرورسوخ سے ضرورت کے وقت بھرپور استفادہ فرمایا۔ یہ رویہ دراصل اس حقیقت کو اجاگر کرتا ہے کہ اسلام میں غیر مسلموں کی خدمات کو محض ان کی دینی وابستگی کی بنیاد پر رد نہیں کیا گیا بلکہ ان کی عملی مہارتوں کو انسانی اور معاشرتی فائدے کے لیے استعمال کیا گیا۔ مکی دور میں جبکہ مسلمان کمزور اور قلیل تعداد میں تھے، غیر مسلم شخصیات کی معاونت ایک مضبوط سہارا بنی۔ ان شخصیات میں ورقہ بن نوفل جیسے اہلِ علم شامل ہیں جنہوں نے پہلی وحی کی تصدیق اور اس کے معانی کی وضاحت کی۔ اسی طرح نجاشی حبشی بادشاہ نے مظلوم مسلمانوں کو اپنی پناہ میں لیا اور انہیں تحفظ فراہم کیا۔ قریش کے سخت دباؤ کے دور میں ہشام بن عمرو العامری، زہیر بن ابی امیہ المخزومی اور ابو البختری بن ہشام نے شعبِ ابی طالب میں پھنسے ہوئے مسلمانوں کی مشکلات کم کرنے کے لیے کردار ادا کیا، جبکہ مطعم بن عدی نے رسول اللہ ﷺ کو طائف سے واپسی پر پناہ دی اور قریش کے سامنے ان کی حفاظت کی۔ یہ سب واقعات اس حقیقت کی نشاندہی کرتے ہیں کہ غیر مسلموں کا کردار صرف بیرونی مخالفت تک محدود نہ تھا بلکہ ان میں سے بعض نے عملی طور پر رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کی مدد بھی کی۔

مدنی دور میں یہ رجحان مزید منظم شکل میں سامنے آیا۔ ہجرتِ نبوی کے موقع پر عبد اللہ بن اُرَیقط اللیثی نے ایک ماہر گائیڈ کی حیثیت سے اپنا کردار ادا کیا اور رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو بکرؓ کو محفوظ راستے سے مدینہ پہنچایا۔ اسی طرح طبی خدمات کے شعبے میں الحارث بن کلدۃ ثقفی کی مہارت سے استفادہ کیا گیا۔ قبائل کے درمیان سفارتی تعلقات میں بدیل بن ورقاء خزاعی نے بھی نمایاں کردار ادا کیا، جو صلح حدیبیہ کے موقع پر نبی کریم ﷺ کے لیے خیر خواہ اور امانت دار مشیر ثابت ہوئے۔ اس کے علاوہ علمی میدان میں غزوہ بدر کے قیدیوں سے استفادہ کیا گیا، جب انہیں مسلمانوں کے بچوں کو کتابت سکھانے کے بدلے رہائی دی گئی۔ یہ ایک نہایت بصیرت افروز فیصلہ تھا جس نے تعلیم و تربیت کو جنگی قیدیوں کے تبادلے کا ذریعہ بنا دیا اور یوں غیر مسلموں کی علمی مہارت کو معاشرتی ترقی کے لیے استعمال کیا گیا۔

یوں مکی اور مدنی دونوں ادوار کے یہ واقعات اس امر کے شاہد ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غیر مسلموں کی خدمات کو وقتی مصلحت یا وقتی ضرورت کے طور پر نہیں بلکہ ایک حکمتِ عملی کے طور پر استعمال کیا۔ اس سے نہ صرف اسلام کی کشادہ دلی کا پہلو واضح ہوتا ہے بلکہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ انسانی معاشرت کو مستحکم بنانے کے لیے مختلف مذاہب اور قوموں کے افراد کی مہارتوں اور تجربات سے فائدہ اٹھانا اسلامی تعلیمات کے عین مطابق ہے۔ اسی ضمن میں اب ہم ان شخصیات کا تفصیلی تعارف پیش کریں گے جن کی خدمات عہدِ رسالت مآب ﷺ میں نمایاں طور پر سامنے آئیں اور جو تاریخِ اسلام کا ایک روشن باب ہیں۔

۱۔ ورقہ بن نوفل

ورقہ بن نوفل قریش کے معزز اور عالم و فاضل افراد میں شمار ہوتے تھے۔ وہ حضرت خدیجہؓ کے چچا زاد کے بیٹے بھائی تھے اور زمانۂ جاہلیت میں نصرانیت اختیار کر چکے تھے۔ ورقہ عبرانی زبان کے ماہر جانتے تھے اور مسیحیت کی مقدس کتابوں کا مطالعہ کرتے اور انہیں عربی میں نقل کیا کرتے تھے۔[1] ان کی علمی بصیرت کا اس بات سے ظاہر ہوتی ہے کہ پہلی وحی کے موقع پر جب رسول اللہ ﷺ گھبراہٹ اور پریشانی کی حالت میں حضرت خدیجہؓ کے ہمراہ ان کے پاس تشریف لائے تو ورقہ نے آپ ﷺ کی کیفیات سن کر فوراً محسوس کر لیا کہ یہ وہی وحی ہے جو موسیٰؑ پر نازل ہوئی تھی۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو تسلی دی اور نبوت کی تصدیق کرتے ہوئے یہ بھی کہا کہ کاش اس وقت زندہ ہوتے جب آپ ﷺ کی قوم آپ کو نکال دے گی۔[2]

ورقہ بن نوفل نے اگرچہ باضابطہ طور پر اسلام قبول نہیں کیا اور اسی ابتدائی دور میں وفات پا گئے، لیکن اس کے باوجود ان کی علمی حیثیت سے استفادہ کیا گیا۔ اسلام بحیثیت مذہب اس وقت تک باضابطہ طور پر ظاہر نہیں

ہوا تھا، لیکن ورقہ کا کردار اس بات کا ثبوت ہے کہ اسلامی تاریخ میں غیر مسلم اہلِ علم کی آراء اور خدمات سے ضرورت کے مطابق فائدہ اٹھایا گیا۔ یہ واقعہ مسلمانوں کی رہنمائی کرتا ہے کہ اسلامی معاشرہ اور ریاست اپنے قیام کے آغاز ہی سے غیر مسلموں کی علمی خدمات کو نظر انداز نہیں کرتی بلکہ ان سے حکمت اور مصلحت کے تحت استفادہ کرتی ہے۔

۲۔ نجاشی

نجاشی حبشہ کے عیسائی بادشاہ کا لقب تھا۔ جس نجاشی کے پاس رسول اللہ ﷺ کے صحابہؓ ہجرت کر کے گئے، ان کا نام اصحمہ بن ابجر تھا۔ وہ ایک عادل اور منصف مزاج حکمران تھے اور عیسائی مذہب کے پیروکار تھے۔ انہیں "ملک عادل" کہا گیا ہے[3] وہ اہلِ کتاب میں سے تھے اور ان کے عدل وانصاف کا چرچا جزیرۂ عرب تک پھیلا ہوا تھا۔

جب مکہ میں مسلمانوں پر قریش کفار کے مظالم حد سے بڑھ گئے تو (نبوت کے چھٹے سال) رسول اللہ ﷺ نے اپنے بعض صحابہؓ کو حبشہ کے ساتھ رہنے کی اجازت دے دی۔ ان صحابہؓ نے نجاشی کے دربار میں پناہ طلب کی۔ نجاشی نے انہیں اپنی سرزمین میں امن اور آزادی فراہم کی اور کفار مکہ کے نمائندوں کے مطالبے کو رد کرتے ہوئے مسلمانوں کو ان کے حوالے کرنے سے انکار کر دیا۔ انہوں نے مسلمانوں کو یہ حق دیا کہ وہ اپنے دین پر قائم رہیں اور آزادی کے ساتھ عبادت کریں۔ حضرت جعفر بن ابی طالبؓ کی نجاشی کے دربار میں کی جانے والی تقریر اور سورۃ مریم کی آیات سن کر نجاشی اور اس کے درباری رونے لگے اور کہا: "یہ کلام اور موسیٰ کا کلام ایک ہی چراغ سے نکلے ہیں۔[4]"

نجاشی اگرچہ شروع میں مسلمان نہیں ہوئے تھے، لیکن انہوں نے مسلمانوں کو اپنی سلطنت میں پناہ دے کر ایک ایسی خدمت انجام دی جس سے مسلمانوں کو ابتدائی دور میں سہارا ملا۔ یہ اس بات کی واضح مثال ہے کہ اسلامی تاریخ میں غیر مسلم حکمرانوں کی خدمات سے بھی استفادہ کیا گیا۔ روایات میں آتا ہے کہ بعد میں نجاشی نے اسلام قبول کر لیا اور رسول اللہ ﷺ نے ان کی وفات پر غائبانہ نمازِ جنازہ ادا فرمائی[5]۔ اس طرح نجاشی کی پناہ اور حمایت نے اسلام کو ابتدائی دور میں ایک مضبوط سہارا فراہم کیا، جس سے واضح ہوتا ہے کہ اسلامی ریاست اور معاشرہ اپنے قیام اور استحکام میں غیر مسلموں کے کردار اور خدمات کو نظر انداز نہیں کرتا۔

۳۔ ہشام بن عمرو العامری

ہشام بن عمرو کی ماں نضلہ بنت ہاشم کا تعلق بنو ہاشم سے تھا۔ وہ قریش کے معزز اور بااثر افراد میں سے تھے۔ والدہ کی طرف سے رشتہ داری کی بنیاد پر وہ بنی ہاشم کے ساتھ خاص ہمدردی رکھتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ

نے غزوۂ حنین کے بعد جب مؤلفۃ القلوب کو مال غنیمت میں سے حصہ دیا تو ہشام بھی ان میں شامل تھے اور آپ ﷺ نے انہیں تقریباً سو اونٹ عنایت فرمائے۔ [6]

ہشام بن عمرو نے شعب ابی طالب کے محاصرہ کے وقت مسلمانوں کے حق بہت نمایاں کردار ادا کیا۔ جب قریش نے رسول اللہ ﷺ اور بنی ہاشم کے خلاف سماجی و اقتصادی بائیکاٹ کیا اور ان کے خلاف ایک ظالمانہ معاہدہ لکھا تو ہشام بن عمرو نے اس کے خلاف آواز بلند کی۔ انہوں نے نہ صرف بنی ہاشم کے لیے خفیہ طور پر سامان پہنچایا[7] بلکہ یہ بائیکاٹ ختم کروانے کی مہم میں بھی پیش پیش رہے۔ ابن اسحاق کے مطابق "قریش کے اس معاہدہ کو توڑنے میں کسی نے بھی ہشام بن عمرو سے بڑھ کر کردار ادا نہیں کیا۔"

یوں ہشام بن عمرو نے اگرچہ اسلام دیر سے قبول کیا اور فتح مکہ کے بعد مؤلفۃ القلوب میں شمار ہوئے، لیکن اسلام کے اس ابتدائی اور کٹھن دور میں ان کی ہمدردی اور حمایت اہل اسلام کے لیے بہت فائدہ مند ثابت ہوئی۔

۴۔ زہیر بن ابی اُمیہ المخزومی

زہیر بن ابی اُمیہ، قریش کے قبیلہ بنو مخزوم سے تعلق رکھتے تھے اور ام المؤمنین حضرت خدیجہؓ کے بھانجے تھے۔ انہوں نے بھی بائیکاٹ کے خلاف آواز بلند کی اور قریش کے سامنے کھڑے ہو کر کہا" :نحن نأكل الطعام ونلبس الثياب وبنو هاشم هلكى لا يباعون ولا يبتاع منهم؟ والله لا أقعد حتى يشق هذا الصحيفة الظالمة "یعنی "ہم کھانا کھاتے ہیں اور کپڑے پہنتے ہیں جبکہ بنو ہاشم ہلاک ہو رہے ہیں کہ نہ ان سے کچھ خریدا جاتا ہے اور نہ انہیں کچھ بیچا جاتا ہے؟ خدا کی قسم! میں نہیں بیٹھوں گا جب تک یہ ظالمانہ صحیفہ پھاڑ نہ دیا جائے۔ [8]

۵۔ ابو البختری بن ہشام

ابو البختری بن ہشام بن الحارث قریش کے نرم دل افراد میں سے تھے۔ وہ محصورین کو خفیہ طور پر کھانا پہنچاتے تھے اور ظلم و زیادتی کو ناپسند کرتے تھے۔ اس بائیکاٹ کے دوران انہوں نے بھی محاصرہ ختم کروانے کی مہم میں حصہ لیا اور کھلے عام اعلان کیا کہ یہ ظلم ہے اور اس کو ختم ہونا چاہیے۔ [9]

اگرچہ ابو البختری نے اسلام قبول نہیں کیا قریش کے ساتھ غزوۂ بدر میں بھی شریک ہوئے، لیکن رسول اللہ ﷺ نے ان کے سابقہ حسن سلوک اور شعب ابی طالب میں مسلمانوں کے ساتھ تعاون کی وجہ سے ان کے بارے میں خصوصی ہدایت جاری فرمائی تھی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مَن لَقِيَ أبا البَختَرِيّ فلا يَقتُلْه""جو ابو البختری کو پائے تو اسے قتل نہ کرے۔"

لیکن میدانِ بدر میں ایک مسلمان صحابی نے ان ہدایات کو نہیں سنا تھا اور لڑائی کے دوران ابو البختری قتل کر دیے گئے۔ اس پر بعض صحابہ کے درمیان اختلاف ہوا کہ انہیں کس نے قتل کیا، مگر اس بات پر سب کا اتفاق رہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی زندگی کے تحفظ کی ہدایت جاری کی تھی۔ [10]

یہ تینوں شخصیات اگرچہ اسلام قبول نہیں کر پائی تھیں، لیکن انہوں نے شعب ابی طالب میں قید مسلمانوں کے ساتھ ہمدردی کی اور اپنے اثر و رسوخ کو استعمال کر کے قریش کے اس ظالمانہ معاہدے کو ختم کروانے میں بھرپور کردار ادا کیا۔

۶۔ مطعم بن عدی

مطعم بن عدی قریش کے معزز اور بااثر سردار تھے۔ وہ اگرچہ اسلام نہیں لائے، لیکن وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رشتہ داری اور قبائلی حمیت کی وجہ سے کئی مواقع پر آپ ﷺ کے حامی بنے۔ ان کا تعلق بنو نوفل سے تھا اور وہ قریش کے درمیان نہایت احترام کی نظر سے دیکھے جاتے تھے۔ [11]

شعب ابی طالب کے محاصرہ کو ختم کروانے میں انہوں نے بھی نمایاں کردار ادا کیا۔ قریش کے چند بااثر سرداروں نے جب اس ظالمانہ معاہدہ کو ختم کروانے کا ارادہ کیا تو مطعم بن عدی بھی ان میں شریک تھے۔ انہوں نے کھل کر اس معاہدے کو غیر انسانی اور قریش کی بدنامی کا باعث قرار دیا اور اس کے خلاف آواز بلند کی[12]۔ مطعم بن عدی کی حمایت اور جد و جہد کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ اور بنو ہاشم کو شعب ابی طالب کی قید سے نجات ملی۔

ایک دوسرے موقع پر بھی مطعم بن عدی نے رسول اللہ ﷺ کے لیے ایک بڑی حمایت فراہم کی تھی۔ جب اہلِ طائف نے رسول اللہ ﷺ کو سخت اذیت دی اور آپ ﷺ مکہ واپس آنے لگے تو وہاں قریش کی دشمنی کے باعث کسی کی پناہ کے بغیر داخل ہونا خطرناک تھا۔ اس وقت مطعم بن عدی نے بڑے حوصلے سے آپ ﷺ کو امان دی۔ انہوں نے اپنے بیٹوں اور قبیلے کے جوانوں کو مسلح کر کے رسول اللہ ﷺ کو مکہ میں داخل کیا اور اعلان کیا کہ "محمد ﷺ میری امان میں ہیں۔" قریش نے بھی ان کی قبائلی حیثیت کی وجہ سے امان کو قبول کیا۔[13] اسی طرح انہوں نے ایک اور موقع پر سعد بن عبادہ کو بھی پناہ دی جب وہ عمرہ کے لیے مکہ آئے اور قریش نے انہیں روکا۔ [14]

رسول اللہ ﷺ نے خود ان کی اس نیکی کو یاد رکھا۔ غزوۂ بدر کے بعد جب قیدیوں کے بارے میں گفتگو ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: لو كان المطعم بن عدي حيًّا ثم كلّمني في هؤلاء النتنى لتركتهم له[15]"" اگر مطعم بن عدی زندہ ہوتے اور ان بدبودار قیدیوں کے بارے میں مجھ سے بات کرتے تو میں ان سب کو ان کے لیے چھوڑ دیتا۔"

۷۔ عبد اللہ بن اُرَیقط اللیثی

عبد اللہ بن اریقط قبیلہ بنی الدیل سے تعلق رکھتے تھے وہ قریش کے حلیف اور اپنے زمانے کے ماہر ترین رہبر شمار ہوتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے لیے طائف سے واپسی کے موقع پر جب مکہ میں داخل ہونا دشوار تھا تو آپ ﷺ نے مکہ میں امان کی تلاش کے لیے انہی کو پیغام رساں بنایا، چنانچہ وہ اخنس بن شریق اور سہیل بن عمرو کے پاس گئے مگر دونوں نے انکار کیا، پھر مطعم بن عدی کے پاس گئے جس نے نبی اکرم ﷺ کو پناہ دی اور اپنے بیٹوں کے ساتھ ہتھیار مسلح ہو کر حضور ﷺ کو مکہ میں داخل کیا۔[16] یہی وہ شخص تھے جنہیں رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ نے مکہ سے مدینہ کی ہجرت کے موقع پر بطور (راہبر) ساتھ لیا تھا۔ وہ انتہائی مہارت کے ساتھ حضور ﷺ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو محفوظ راستوں سے گزارتے ہوئے مکہ سے مدینے لے کر گئے تھے۔ انہوں نے قافلے کو مشہور راستے کی بجائے ساحلی راستے سے گزارا تاکہ قریش کے حملہ آوروں اور جاسوسوں سے محفوظ رہ سکیں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: "رسول اللہ ﷺ نے بنو دِیل کے ایک شخص کو جو قریش کے کافروں کے دین پر تھا اور آلِ عاص بن وائل کے ساتھ حلف میں شریک تھا، ہجرت کے سفر کے لیے بطور ہادی اجرت پر رکھا۔ وہ راستوں کی جان پہچان میں نہایت ماہر تھا۔ رسول اللہ ﷺ اور ابو بکرؓ نے اپنی سواریوں کو اس کے سپرد کیا اور غارِ ثور میں تین راتوں کے بعد ملاقات کا وعدہ کیا۔ تین دن کے بعد وہ اپنی سواریوں کے ساتھ وہاں پہنچ گیا اور پھر رسول اللہ ﷺ، ابو بکرؓ، عامر بن فہیرہؓ اور وہ دیلی رہبر ساحلی راستے سے مدینہ روانہ ہوئے۔[17]

۸۔ حارث بن کلدہ

حارث بن کلدہ قبیلہ ثقیف کے نامور افراد میں شمار ہوتے ہیں اور اہلِ عرب میں "طبیب العرب" کے لقب سے پہچانے جاتے تھے۔[18] وہ اپنے دور کے بہترین اور ماہرِ طبیب تھے، حتیٰ کہ انہوں نے طب کی تعلیم کے لیے فارس کا سفر کیا اور طب فارس کے ماہر اطباء سے سیکھا۔[19] علم طب میں کمال حاصل کرنے کے بعد وہ طائف واپس آئے اور عرب دنیا میں طبابت کا سب سے بڑا ماہر سمجھے گئے۔ ان کی مہارت اس قدر مسلم تھی کہ قریش اور دیگر قبائل کے لوگ بیماری کی حالت میں ان سے رجوع کرتے تھے۔

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں: مجھے ایک سخت بیماری لاحق ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ میری عیادت کے لیے تشریف لائے اور اپنا مبارک ہاتھ میرے سینے کے درمیان رکھا، تو میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے دل پر محسوس کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "تم دل کے مریض آدمی ہو۔ حارث بن کلدۃ ثقفی کے پاس جاؤ، وہ علاج معالجے کا ماہر ہے۔ اسے کہو کہ مدینہ کی سات عجوہ کھجوریں لے کر ان کی گھٹلیاں نکال دے، پھر انہیں کوٹ کر تجھے پلائے۔[20]"

نبی کریم ﷺ نے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کو شدید بیماری کے دوران علاج کے لیے حارث بن کلدة کے پاس جانے کی ہدایت دی، جو اس بات کی دلیل ہے کہ اسلام نے غیر مسلم ماہرین کی مہارت سے استفادہ کرنے کی اجازت دی ہے، خصوصاً جب وہ اپنے فن میں ممتاز ہوں۔ مؤرخین کے درمیان ان کے اسلام قبول کرنے کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے؛ بعض نے ان کے مسلمان ہونے کا ذکر کیا ہے جبکہ اکثر کے نزدیک وہ مسلمان نہیں ہوئے تھے۔[21] بہر حال، ان کی طبی مہارت اور شہرت ایسی تھی کہ انہیں تمام عرب میں سب سے بڑا طبیب مانا جاتا تھا۔

۹۔ بدیل بن ورقاء خزاعی

قبیلہ خزاعہ عرب کے مشہور قبائل میں سے تھا جو یمن سے ہجرت کر کے مکہ مکرمہ اور اس کے اطراف میں آباد ہوا۔ قبل از اسلام بھی اس قبیلے کا قریش سے تعلق رہا، تاہم وہ مجموعی طور پر قریش کے مقابلے میں مسلمانوں کی طرف زیادہ مائل تھے۔ عہد رسالت مآب ﷺ میں یہ قبیلہ مسلمانوں کا ایک اہم حلیف ثابت ہوا۔ خاص طور پر صلح حدیبیہ کے موقع پر خزاعہ نے رسول اللہ ﷺ کا حلیف بننے کا فیصلہ کیا، جبکہ بنو بکر قریش کے حلیف بن گئے[22]۔ بعد میں قریش نے صلح کی خلاف ورزی کرتے ہوئے بنو بکر کی مدد سے بنو خزاعہ پر اچانک حملہ کیا اور ان کے کئی افراد کو قتل کر دیا۔ اس ظلم کے خلاف قبیلہ خزاعہ نے رسول اللہ ﷺ سے مدد طلب کی اور انصاف مانگا۔ یہی واقعہ دراصل فتح مکہ کا سبب بنا۔[23] قبیلہ خزاعہ کے سردار بدیل بن ورقاء نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر قریش کے احوال اور مکہ کے حالات سے آپ کو مسلسل باخبر رکھا۔ وہ ایک قابل اعتماد سفیر کی حیثیت سے کام کرتے رہے اور مسلمانوں اور قریش کے مابین پیغام رسانی میں اہم کردار ادا کیا[24]۔ اسی طرح خزاعہ کے دیگر افراد نے بھی جاسوسی اور اطلاعات کی فراہمی میں نمایاں کردار ادا کیا جس سے مسلمانوں کو برتری حاصل ہوئی۔ یوں قبیلہ خزاعہ نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اپنے معاہدے میں وفاداری اور استقامت کا مظاہرہ کیا۔ انہوں نے قریش کی صلح شکنی کو بے نقاب کرنے میں بنیادی کردار ادا کیا اور یہی وجہ تھی کہ فتح مکہ کے موقع پر انہیں خاص عزت و احترام سے نوازا گیا۔

۱۰۔ بدر کے قیدیوں سے مسلمان بچوں کو کتابت سکھانا

غزوۂ بدر کے بعد جب قریش کے لوگ مسلمانوں کے ہاتھوں قید ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے بارے میں مشورہ کیا۔ بعض صحابہؓ نے انہیں قتل کرنے کی رائے دی، اور بعض نے فدیہ لینے کا مشورہ دیا۔ آخر کار آپ ﷺ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ جن کے پاس مالی طاقت ہے وہ فدیہ دے کر رہا ہو جائیں، اور جو قیدی مالی طور پر

کمزور ہیں لیکن لکھنا جانتے ہیں، وہ مدینہ کے بچوں کو کتابت سکھا دیں، یہی ان کا فدیہ ہو گا۔[25] چنانچہ بعض قیدیوں نے دس دس بچوں کو لکھنا سکھایا۔

۱۱۔ صفوان بن امیہ

صفوان بن امیہ قریش کے بڑے سرداروں میں شمار ہوتے تھے اور طویل عرصے تک اسلام کے مخالف رہے۔ تاہم فتح مکہ کے بعد رسول اللہ ﷺ نے انہیں امان عطا کی اور ان کی عسکری مہارت اور وسائل سے استفادہ فرمایا۔ غزوۂ حنین کے موقع پر آپ ﷺ نے صفوان سے سو زرہیں اور اسلحہ بطور عاریت طلب کیا، جس پر انہوں نے دریافت کیا: "أعارية مضمونة؟" (کیا یہ ضمانت کے ساتھ ہے؟)، تو رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا: "عارية مضمونة" (یقیناً یہ ضمانت کے ساتھ ہے)[26]۔ یہ واقعہ واضح کرتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے غیر مسلموں سے بھی ان کی مہارت، وسائل اور امانت داری کی بنیاد پر فائدہ اٹھایا۔ صفوان اس مہم میں شریک بھی رہے اور کئی دن تک آپ ﷺ کی معیت میں رہنے کے بعد بالآخر اسلام لے آئے[27]۔

۳۔ نتائج تحقیق

زیرِ نظر تحقیق سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ دور نبوت ﷺ میں غیر مسلموں کی خدمات سے استفادہ کوئی وقتی یا اضطراری فیصلہ نہ تھا بلکہ ایک حکمتِ عملی کے تحت اپنایا گیا رویہ تھا، جس نے اسلامی معاشرت اور ریاست کی بنیادوں کو مضبوط کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ نبی کریم ﷺ نے غیر مسلموں کی خدمات کو کبھی بھی محض ان کے مذہب یا قومیت کی بنیاد پر رد نہیں کیا۔ ہمیشہ ان کے علم، ہنر، مہارت اور عملی تجربے کو سامنے رکھا۔ اس طرزِ عمل نے اسلام کی وسعتِ ظرفی کو اجاگر کیا اور یہ واضح کیا کہ دین کی دعوت اور ریاستی نظام میں انسانی صلاحیت ومہارت کی اہمیت کو ہر حال میں تسلیم کیا جانا چاہیے۔

ہجرتِ مدینہ سے قبل غیر مسلم شخصیات کی خدمات کا جائزہ لینے سے پتا چلتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے مشن کی تائید میں کئی ایسے افراد کی خدمات بھی شامل ہیں جو خود تو مسلمان نہیں ہوئے لیکن اپنے عمل سے اسلام کی ترقی اور مسلمانوں کی حفاظت کا ذریعہ بنے۔ ورقہ بن نوفل کی علمی رہنمائی، نجاشی کی سیاسی و سفارتی پناہ، اور قریش کے چند سرداروں جیسے ابو طالب، ہشام بن عمرو، زہیر بن امیہ، ابو البختری اور مطعم بن عدی کے اخلاقی ہمدردی حمایت نے اس حقیقت کو اجاگر کیا کہ غیر مسلم بھی حق و انصاف کے معاملے میں اسلام کے معاون ثابت ہوئے۔ یہ خدمات اس امر کا بین ثبوت ہیں کہ اسلام نے مختلف سماجی و دینی طبقات کے ساتھ حکمت و تدبر سے تعلقات قائم کیے۔

ہجرت کے دوران اور بعد کے واقعات اس سلسلے کی مزید وضاحت کرتے ہیں۔ عبد اللہ بن اُریقط کا کردار اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی جان و مشن کے تحفظ کے لیے ایک غیر مسلم راہبر پر اعتماد کیا، اور یہ اعتماد عملی طور پر درست ثابت ہوا۔ اسی طرح غزوۂ بدر کے بعد قیدیوں سے کتابت سیکھنے کی صورت میں غیر مسلموں کے علم و فن سے براہِ راست استفادہ کیا گیا، جو اسلامی دور میں تعلیم و تعلم کے سلسلے میں ایک اہم پیش رفت تھی۔ یہ اقدام اس بات کا مظہر ہے کہ اسلام نے علم کو کسی ایک قوم یا مذہب کی میراث نہیں سمجھا بلکہ اسے سب کے لیے کھلا سرمایہ سمجھا ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ طبی شعبے میں حارث بن کلدہ کی مثال ہمارے سامنے ہے، جسے رسول اللہ ﷺ نے علاج کے لیے معتبر جانا۔ اسی طرح خزاعۃ قبیلہ، جو جزوی طور پر مشرک تھا، رسول اللہ ﷺ کے لئے رازداری اور جاسوسی کے کاموں میں معاون ثابت ہوا۔ غیر مسلموں کے ساتھ تعاون اور ان کی خدمات سے استفادہ صرف دینی معاملات تک محدود نہیں رہا بلکہ سیاسی، طبی، عسکری اور سماجی میدانوں میں بھی ہمیں اس کی مثالیں نظر آتی ہیں۔

بالآخر یہ تحقیق اس نتیجے پر پہنچتی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے غیر مسلموں سے خدمات لینے میں ہمیشہ اعتماد، صداقت اور مہارت کو معیار بنایا نہ کہ ان کے مذہبی یا قومی میں منظر کو سامنے رکھا۔ یہ تعلیمات آج بھی امت مسلمہ کے لیے یہ رہنمائی فراہم کرتی ہیں کہ جدید معاشرت میں مختلف مذاہب اور اقوام کے ساتھ تعاون کرتے ہوئے ان کی صلاحیتوں سے فائدہ اٹھایا جائے، بشرطیکہ یہ اسلام اور مسلمانوں کے مفاد کے خلاف نہ ہوں۔ یوں یہ طرزِ عمل بین المذاہب تعلقات میں عدل، اعتدال اور تعاون کے رہنما اصول فراہم کرتا ہے۔

حوالہ جات

[1] إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي الدمشقي، البداية والنهاية، تحقيق علي شيري (بيروت: دار إحياء التراث العربي، 1988)، ج 3، ص 6.

[2] محمد بن إسماعيل البخاري، الجامع الصحيح، كتاب بدء الوحي، حديث: 3.

[3] عبد الملك بن هشام الحميري المعافري، السيرة النبوية، تحقيق طه عبد الرءوف سعد (القاهرة: شركة الطباعة الفنية المتحدة، بدون تاريخ)، ج 1، ص 285.

[4] احمد بن حنبل، المسند، تحقیق شعیب الارناؤوط و عادل مرشد، بإشراف عبد الله بن عبد المحسن الترکی (بیروت: مؤسسة الرسالة، 2001)، ج 3، ص 267۔

[5] البخاری، محمد بن اسماعیل البخاری الجعفی، صحیح البخاری، تحقیق مصطفی دیب البغا (دمشق: دار ابن کثیر، دار الیمامه، 1993)، ج 1، ص 447، حدیث: 1268۔

[6] ابن الاثیر، اسد الغابة فی معرفة الصحابة (بیروت: دار ابن حزم، ط 1، 2012)، ج 1، ص 1224۔

---

[7] دیکھئے: ابن کثیر، البدایة والنهایة (بیروت: دار ابن کثیر، بغیر تاریخ)، ص 311، فصل: ذکر مخالفت قبائل قریش بنی ہاشم وبنی عبد المطلب في نصر رسول الله ﷺ ... المکتبة الشاملة۔

[8] ابن کثیر، البدایة والنهایة، تحقیق عبدالله بن عبد المحسن الترکی (قاہرہ: دار ہجر، 2003/1997)، ج 4، ص 238۔

[9] محوله بالا

[10] ابن سعد، الطبقات الکبری (قاہرہ: مکتبة الخانجی)، ص 58، ترجمه: یحییٰ بن حکیم، المکتبة الشاملة۔

[11] السہران، سبیل الرشاد، باب: مناقب مصعب بن عمیر ص 558، المکتبة الشاملة۔

[12] ابن سعد، الطبقات الکبری (بیروت: دار الکتب العلمیة،)، ص 164، باب: ذکر سبب خروج رسول الله ﷺ إلى الطائف، المکتبة الشاملة۔

[13] المزی، تہذیب الکمال فی أسماء الرجال (بیروت: مؤسسة الرسالة)، ص 507، ترجمه: جبیر بن مطعم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف بن قصی القرشی النوفلی، المکتبة الشاملة۔

[14] السہران، سبیل الرشاد، ص 558۔

[15] البخاری، صحیح البخاری، تحقیق مصطفی دیب البغا (دمشق: دار ابن کثیر، دار الیمامه، 1993)، ص 1475، باب: شہود الملائکة بدرا، حدیث: 4024، المکتبة الشاملة۔

[16] ابن کثیر، البدایة والنهایة، تحقیق عبدالله بن عبد المحسن الترکی (قاہرہ: دار ہجر، 2003/1997)، ج 4، ص 343، فصل: ذکر سماع الجن لقراءة رسول الله ﷺ، المکتبة الشاملة۔

[17] البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الاجارة، باب استئجار المشرکین عند الضرورة ، أو إذا لم یوجد أهل الإسلام.، حدیث نمبر ۲۲۶۳

[18] القفطی، إخبار العلماء بأخبار الحکماء (قاہرہ)ص 125، باب: حرف الحاء المهملة فی أسماء الحکماء، المکتبة الشاملة۔

[19] محوله بالا

[20] ابن حجر العسقلاني، الإصابة في تمییز الصحابة، ج 2 (بیروت)ص 687، ماده: الحارث بن کلدة، المکتبة الشاملة۔

[21] محوله بالا

[22] ابن ہشام، السیرة النبویة، ج 3، ص 338

[23] (الطبري، تاریخ الأمم والملوك، ج 2، ص 156)۔

[24] ابن ہشام، السیرة النبویة، ج 4، ص 15

[25] راغب السرجاني، السیرة النبویة ، ص 10، باب: کیفیة فداء الفقراء من أسری بدر، المکتبة الشاملة۔

[26] أبو داود، سنن أبي داود، کتاب الإجارة، باب في تضمین العاریة، حدیث: 3562، تحقیق الألباني: صحیح (الریاض: دار السلام، 1419ھ)۔

[27] ابن ہشام، عبد الملك بن هشام، السیرة النبویة لابن هشام، ج: 2، ص: 567 (بیروت: دار المعرفة، 1410ھ)۔